www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

ثریا بتول

یکم مئی [مزدوروں کا عالمی دن] اور اسلامی نقطہ نظر

یکم مئی بین الاقوامی سطح پر "یوم محنت" کے طور پر منایا جاتا ہے- یہ دن ان مزدوروں کی یاد میں ہے جو یکم مئی ۱۸۸۶ء کو امریکہ کے شہر شکاگو میں اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے آجروں کے خلاف مظاہرہ کررہے تھے- ان میں سے بعض کو فائرنگ کے ذریعے ہلاک کردیا گیا اور بعض کو پھانسی پر چڑھایا گیا- پس یہ دن مغربی و اشتراکی ممالک میں انہی "شہدائے شکاگو" کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے منایا جاتا ہے-اس دن مزدوروں کے حق میں پروگرام ہوتے ہیں، حکمران مزدوروں کی مراعات کے لئے کچھ بیانات جاری کرتے ہیں- اسی طرح عالم اسلام میں بھی کئی مقامات پر یہ دن منایا جاتا ہے- پاکستان میں اس دن سرکاری تعطیل ہوتی ہے-

یہ دن مناکر "عالمی ضمیر" یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ وہ محنت کش طبقے کا بڑا قدردان اور رکھوالا ہے- اسے حقوق انسانی کا بڑا پاس و لحاظ ہے- اسی لئے جب ان چند محنت کشوں پر زیادتی ہوئی تو پورا مغرب ان محنت کشوں پر ہونے والے مظالم کی تاب نہ لاسکا- اب ان کی یاد میں متعدد ریلیاں منعقد ہوتی ہیں، مظاہرے ہوتے ہیں (بلکہ سڑکیں بلاک ہوجاتی ہیں) ان مزدوروں کے لئے حقوق و مراعات کا اعلان ہوتا ہے- ہر ملک کی ٹریڈ یونین ان کے حق میں متحرک اور فعال ہوتی ہے اور ستم یہ کہ یہ سارا پروپیگنڈہ وہ سرمایہ دار طبقہ کرتا ہے جو غریبوں کا ہمدرد بن کر ان کی محرومیوں کو بلیک میل کرتا ہے- ان کی محرومیوں اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کے نوحے پڑھنے والے خود عالیشان بنگلوں اور محلات میں رہتے ہیں، طیارہ نما گاڑیوں میں سفر کرتے ہیں، اپنے علاج معالجہ اور اپنے بچوں کی تعلیم پر زرکثیر صرف کرتے ہیں جبکہ غریب بے چارے مسلسل ان سازشوں کا شکار ہو کر ان سیاسی شعبدہ بازوں کے حق میں نعرے بازی کرتے ہیں، بھوک ہڑتالیں کرتے ہیں، ٹریڈ یونین کے ذریعے مطالبات پیش کرتے ہیں اور بالآخر یہ نام نہاد دن ختم ہونے پر پھروہی محنت کشی اور وہی اس کی پرانی ڈگر-

ٹریڈ یونین کی ضرورت کس کو، اہل مغرب کو یا اہل اسلام کو؟

پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی مغرب کی دیکھا دیکھی یہ دن بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے- ہر مسلمان ملک میں بھی اہل مغرب کی طرح ٹریڈ یونینز موجود ہوتی ہیں- مگر سوال یہ ہے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کہ ٹریڈ یونین کی ضرورت کیوں پیش آئی، کب پیش آئی؟

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ضرورت تو دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کو (اور دھریوں کو) ہے جو سماجی اور معاشرتی زندگی میں (اپنی مذہبی کتابوں میں تحریف ہوجانے کے باعث) عدل و انصاف اور انسانی حقوق حاصل کرنے سے محروم رہے۔ وہ آہستہ آہستہ طبقاتی نفرت کی وادیوں میں بھٹکتے چلے گئے۔ چنانچہ شکاگو کے مقام پر ہونے والے حادثہ میں چند یہودی اور عیسائی لیڈروں نے اسی طبقاتی نفرت کو عوام میں باقاعدہ متعارف کروانے کا آغاز کیا جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک کردیئے گئے جس کے نتیجہ میں ٹریڈ یونینز وجود میں آئیں۔

لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ان کو ٹریڈ یونین کی کیا ضرورت۔ جبکہ قرآن و سنت نے بڑی وضاحت کے ساتھ آجر و اجیر کے معاملات کا تعین کردیا ہے۔ زیر دستوں سے اچھا سلوک، ان کی ضروریات و آرام کا خیال اور ان سے شفقت و محبت کی ہدایات بکثرت نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ اور ارشادات میں موجود ہیں۔

تاریخ اسلام سے گواہی

ہمیں پوری "تاریخ اسلام" میں امیری و غریبی کی بنا پر یا مالک و مزدور کی بنیاد پر نفرت و امتیاز کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ وہاں تو امیر و غریب کو، شاہ و گدا کو، کالے اور گورے سب کو بھائی بھائی کہہ کر ایمان و ایقان کی ایک ہی لڑی میں پرو دیا گیا ہے۔ صدقات و زکاۃ کے نظام اور بیت المال کے ذریعہ مساکین و یتامیٰ کی اور دیگر تمام حاجت مندوں کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کا بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے۔

دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں بڑے بڑے امراء و رؤسا کے ہوتے ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بڑے بڑے مال دار اصحاب کے ہوتے ہوئے جو قدر و منزلت ملی، وہ نسلی اور مادی تفاخر کے منہ پر بہت بڑا طمانچہ ہے۔ یہاں تو محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اپنی بہترین تعلیمات کے ذریعے طبقاتی منافرت کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی ہیں۔

سرمایہ داری اور سرمایہ دارانہ رویہ (دونوں کا فرق)

سرمایہ دار ہونا اور چیز ہے اور سرمایہ دارانہ رویہ بالکل دوسری چیز جو کہ اسلام سے کلیتاً متصادم ہے۔ وہ صاحب حیثیت سرمایہ دار لوگ جو حلال کماتے اور کھاتے ہیں۔ جو دولت کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھ کر دوسروں پر خرچ کرتے ہیں، عزیزوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی خدمت کرنے میں راحت

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

محسوس کرتے ہیں۔ ان کا یہ درویشانہ طرزِ عمل اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند ہے۔ اس صورت میں تو سرمایہ خیر کثیر (بہت بڑی بھلائی) ہے۔ ایسے لوگ اگر غریب بھی ہوں تب بھی ان کے دل تنگ نہیں ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے "الغناء غنی النفس" کہ اصل غناء دل کا غنی ہونا ہے، وہ دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں، ہم کار مزدوروں سے اچھا سلوک کرتے اور ان کے قلب و ذہن کو اپنی باتوں سے سکون بہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ تنگ سے تنگ حالات میں بھی ایمان اور آدمیت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔۔ اس کے مقابلہ میں سرمایہ دارانہ رویہ "دل کی تنگی" کا نام ہے جس کا مطلب ہے "سب فائدہ اپنے لئے ہر جائز ناجائز طریقے سے اکٹھا کرلینا اور دوسروں کو کچھ نہ دینا بلکہ سب کچھ اپنا ہی حق سمجھنا" اور دوسروں کے لئے کوئی حق نہ سمجھنا۔ کیا مقابلہ ہے ایک صاحب ایمان محنت کش "کارکن" کا اور اس سرخ انقلاب کے نام پر دن رات اٹھتے بیٹھتے مزدوروں کا۔ نام تو جپنے کا ہے۔ مگر درحقیقت ان کے منہ میں جانے والا نوالہ تک چھیننے والے کامریڈ کا ہوتا ہے!

ٹریڈ یونین تو غریب اور مزدور کو فریب دینے کے لئے سرخ انقلاب برپا کرنے والے بناتے ہیں۔ اور یوم مئی روح کو جکڑ کر صرف جسمانی کھانے اور پہننے کی ضروریات کی ضمانت دیتا ہے۔ (اور علاج معالجہ اور تعلیم کے حقوق سے یکسر محروم رکھتا ہے) مگر پوری وہ بھی نہیں کرپاتا۔ جبکہ اسلام روح اور جسم دونوں کے فطری مطالبات و احتیاجات پورا کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔

اسلام میں محنت کا مقام

اسلام نے محنت کو بڑا مقام عطا کیا ہے اور محنتی شخص کی بڑی حوصلہ افزائی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے الکاسب حبیب اللہ (طبرانی) "خود کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے" فرما کر محنت کی قدر و قیمت اجاگر فرمادی ہے۔ نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے: ما أكل أحد طعاما قط خيرًا من أن يأكل من عمل يده یہ "کسی نے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں کھایا۔ (صحیح بخاری) آپ ﷺ کو مزدوروں کے حقوق کا اس حد تک پاس تھا کہ وصال سے قبل آپ ﷺ نے اپنی امت کے لئے جو آخری وصیت فرمائی وہ یہ تھی "الصلوة، الصلوة وما ملكت أيمانكم" "کہ نماز کا خیال رکھو اور ان لوگوں کا بھی جو تمہارے زیردست ہیں۔" (احمد، ابوداؤد) آپ ﷺ نے مزید فرمایا: "تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن میں خود جھگڑوں گا۔ ان میں سے ایک وہ ہوگا، جس نے کسی سے کام کروایا۔ کام تو اس سے پورا لیا مگر اسے مزدوری پوری ادا نہ کی۔ (صحیح بخاری)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک شخص سے مصافحہ کرتے وقت اس کے ہاتھوں پر کچھ نشانات دیکھے، وجہ پوچھی تو اس نے بتایا روزی کمانے میں محنت مشقت کرنے کی وجہ سے، تو آپ ﷺ نے

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اس کا ہاتھ چوم لیا۔ مزید ارشاد فرمایا:

○ ___ "مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی مزدوری ادا کردو" (ابن ماجہ)

○ ___ "جو کوئی غیر آباد زمین کو آباد کرے تو وہ اسی کی ہے" (گویا اس کی محنت نے اس کو مالکانہ حقوق عطاء کردیئے) (احمد، ترمذی، ابوداؤد)

جبکہ سرمایہ دارانہ نظام میں ساری عمر محنت کرنے کے باوجود بھی محنت کش کو مالکانہ حقوق نہیں مل سکتے۔

○ ___ "کسی کے پاس غیر آباد زمین ہو جسے وہ خود کاشت کرے نہ کسی کو کاشت کے لئے دے تو اس کی زمین بحق سرکار ضبط ہوجائے گی (یعنی یا تو اس پر محنت کرکے اس سے خود فائدہ اٹھائے یا کسی دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دے۔ جب یہ دونوں شکلیں نہیں بن رہیں، تو بیکار زمین پر حکومت قبضہ کرلے تاکہ وہ آگے کسی ضرورت مند کو دے سکے۔ یہاں بھی محنت ہی اصل بنیاد قرار پائی ہے)

○ ___ "آپ ﷺ نے مضاربت یا شراکت میں سرمایہ کے ساتھ محنت کی پوزیشن برابر قرار دی"۔

○ ___ "کسی کو آپ ﷺ نے کلہاڑا دے کر محنت کرنے کو کہا"۔

○ ___ "کوئی جوان شخص آپ ﷺ کے پاس مانگنے آیا تو آپ ﷺ نے اس کو مثال سے توجہ دلائی کہ تمہارے پاس ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، ناک اور زبان صحیح سالم موجود ہیں۔ اس صورت میں تیرے پاس بے شمار دولت موجود ہے۔ محنت کرکے کماؤ، مانگتا کیوں ہو؟"

تمام انبیاء علیہم السلام خود کما کر کھاتے تھے

انبیاء علیہم السلام جو پوری بنی نوع کے راہبر و رہنما، اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں، پوری انسانیت کا خلاصہ اور نچوڑ ہیں۔ اتنے معزز و محترم اور عظیم المرتبت ہونے کے باوجود سب نے اپنے دست مبارک سے کمایا ہے۔ بلکہ خود پیغمبروں" نے ان مبارک پیشوں کی بنیاد ڈالی ہے، جن کو آج سرمایہ پرست اور دولت کے پجاری حقیر سمجھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کیا کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے لکڑی کا کام کیا، حضرت ادریس علیہ السلام درزی بھی تھے اور خوشنویسی کی بنیاد بھی انہوں نے رکھی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام دونوں باپ بیٹے نے مل کر خانہ کعبہ کی تعمیر میں راج اور مزدور کا سا کام کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریاں چرائیں، حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہونے کے باوجود اپنے ہاتھوں سے زرہ بنایا کرتے تھے۔ اسی طرح

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی عظیم الشان سلطنت کے سربراہ ہونے کے باوجود لوہے، تانبے اور پیتل کے بڑے بڑے برتن بنا کر اہل و عیال کو کھلاتے تھے۔

سب سے بڑھ کر خود سرور انبیاء ﷺ کی مثال موجود ہے جنہوں نے بچپن میں عرب کے ریگستانوں اور وادیوں میں بکریاں چرائیں۔ جوانی میں تجارت کی۔ بعد از نبوت بھی دست مبارک سے ہر کام کیا۔ مسجد نبوی بناتے وقت مزدوروں کی طرح مٹی اور گارا ڈھویا۔ اور جنگ احزاب کے موقع پر خندق کھودتے وقت کدال لے کر بے شمار سخت پتھر توڑ ڈالے۔ آپ ﷺ گھر میں بھی بکری کا دودھ دوہ لیا کرتے۔ جوتا مرمت کرلیا کرتے اور قمیص کو پیوند لگا لیا کرتے تھے۔

یہاں بطور نمونہ چند پیغمبروں کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ انہی سے اندازہ ہوجاتا ہے کہ اسلام میں محنت اور مشقت کا کتنا اہم مقام ہے۔ غور کریں تو وہ واقعہ کس قدر دلکش ہے، جب جنگ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے چندہ کے لئے اپیل کی۔ ہر ایک نے حسب توفیق کچھ نہ کچھ لاکر اس کارخیر میں حصہ لیا۔ اور اس طرح ایک بہت بڑا ڈھیر بن گیا۔ اسی اثناء میں حضرت ابو عقیلؓ چند کھجوریں لے کر آئے، جو انہوں نے اس غزوہ میں اپنا حصہ شامل کرنے کی غرض سے ساری رات ایک یہودی کے ہاں محنت مزدوری کرکے حاصل کی تھیں۔ چونکہ وہ کھجوریں صرف ایک کلو کے قریب تھیں لہٰذا وہ یہ کھجوریں پیش کرنے سے ہچکچا رہے تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان کی اس کیفیت کو بھانپ لیا اور آپ ﷺ نے وہ کھجوریں سارے ڈھیر کے اوپر پھیلا دیں اور ان کو تسلی دی کہ تمہاری کھجوروں نے سارے ڈھیر کو ڈھانپ لیا ہے اور سارے مال پر پھیل گئی ہیں، یہ تھوڑی کیسے ہوسکتی ہیں؟ یہ آپؐ کی محنت کی قدر افزائی ہی تو تھی۔

دنیائے اسلام میں اپنے وقت کے بڑے بڑے نامور علماء و فضلا اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے اور محنت کش ہی ہوا کرتے تھے۔ وہ حداد (لوہار) نجار (بڑھئی) قصار (دھوبی) قدوری (ہنڈیا بناکر بیچنے والے) کہلاتے اور لکھنے میں کوئی عار محسوس نہ کرتے تھے۔ مزید یہ کہ وہ موچی اور درزی جیسے کام بخوشی کرلیا کرتے تھے۔

آج ہر طرف یہی سوال ہے کہ مزدور کی مناسب اجرت کیا ہونی چاہیے؟ حالانکہ اسلام نے چودہ سو سال قبل اس کا صحیح حل پیش کردیا تھا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: جو خود کھاؤ ویسا انہیں کھلاؤ، جو خود پہنو ویسا ان کو پہناؤ" اس طرح وہ آجر و مزدور کے درمیان تعلقات آزادی اور مساوات کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ دوسری جگہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"ابن آدم کا بنیادی حق یہ ہے کہ اس کے لئے گھر ہو جہاں وہ رہ سکے، کپڑا ہو جس سے وہ

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

اپنے جسم کو ڈھانپ سکے، کھانے کے لئے روٹی اور پینے کے لئے پانی ہو جس سے وہ زندہ رہ سکے۔۔ زیردست کو ضرورت کی مطابق مناسب غذا اور لباس دیا جائے اور اس پر اتنا بار ڈالا جائے جسے وہ آسانی سے برداشت کرسکے" (مسلم)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے "نظام اجرت" کے بجائے "نظام حقوق" کی بحالی پر زور دیا ہے۔ یعنی ایک ملازم کو اتنا معاوضہ ضرور ملے جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی بخوبی کفالت کرسکے اور انہیں بنیادی ضروریات زندگی بھی مہیا کرسکے۔ آپؐ نے اپنے خطبہ حجۃ الوداع میں بھی مزدوروں کے حقوق پر بڑا زور دیا۔

دن منانے کا رواج

دن منانے کا رواج تو اہل مغرب کی ایک استحصالی سکیم ہے کہ عملاً کسی کے حقوق دبائے رکھو اور سال بھر میں اس کے نام کا صرف ایک دن منالو۔ اس دن ان کی خاطر لمبی چوڑی لچھے دار اور جذباتی انداز میں تقریریں کرکے ان کو زبانی کلامی خراج تحسین پیش کرتے رہو کہ تاکہ کام بھی نکلا رہے اور مظلوم کا استحصال بھی جاری رہے۔ ان کو اپنے ہاں سے کچھ نہ دینا پڑے اور محض ان کے نام پر نعرے بازی، مظاہروں اور ریلیوں سے ان کے پیٹ بھر دیئے جائیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام کے لئے کوئی یوم محنت ہونا چاہیئے؟ اسلام جو آج سے چودہ صدیاں قبل عام پسماندہ طبقوں کو مستقل حقوق دے کر اشراف کی صف میں لاکھڑا کرتا ہے۔ (مثلاً خاندان غلاماں کو چشم فلک کب بھول سکتی ہے۔ جنھوں نے غلام ہونے کے باوجود وہ قدرو منزلت پائی کہ مدت تک برصغیر ہندوپاک میں حکمران رہے) یہ دین صرف ایک دن کے لئے مزدوروں کے حقوق تسلیم نہیں کرتا بلکہ تاحیات ان کو ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلی بحث تو یہ ہے کہ کیا عالم اسلام کو یہ دن منانے کی ضرورت بھی ہے کہ نہیں؟ اس کا جواب میری ناقص رائے میں تو یہی ہے کہ اہل مغرب کے غلبے سے پہلے مسلمان معاشروں میں محنت کشوں کے لئے کبھی یہ نوبت ہی نہیں آئی کہ وہ اپنے حقوق مانگنے کے لئے مجبور ہوں یا برسرعام سڑکوں پر نکل آئیں یا اپنی ٹریڈ یونین تشکیل دیں ۔ ان میں تو کبھی طبقاتی منافرت پیدا ہی نہ ہوئی تھی، ان کو معاشرے میں بڑا اہم مقام حاصل تھا، ان کی مادی ضروریات بھی پوری ہو رہی تھیں، روحانی ترقی کے ساتھ ساتھ مادی خوشحالی بھی انہیں حاصل تھی اور عزت نفس بھی محفوظ تھی۔ لہذا ان کا دل مطمئن اور بارگاہ الٰہی میں قانع تھا۔

مگر جب مسلمان ممالک یورپی استحصال کا شکار ہوئے تو یہاں بھی بڑی بڑی جاگیرداریاں معرض وجود میں آئیں۔ بڑے سرمایہ دار اور کارخانہ دار پروان چڑھے۔ ایمانی و اخلاقی قدریں مفقود ہونے لگیں

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com

اور مادی ترقی و مالی خوشحالی ہی حقیقی نصب العین ٹھہری۔ دوسری طرف عالم اسلام پر وہ مغرب زدہ طبقہ مسلط ہوا جو مغربی تہذیب کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے۔ انہوں نے اہل مغرب کی ہر بات کو صحیح سمجھ کر اسلام سے اس کا جواز لانے کی کوشش کی۔ اسی مرعوبیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ایک طرف مسلمان معاشروں میں بھی محنت کشوں میں وہ محرومیاں (جو مغربی معاشروں کا خاصہ ہیں) پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ اب مسلمان حکمران ہر سال یوم محنت مناتے ہوئے فخر سے یہ بیان دیتے ہیں کہ اسلام نے مزدوروں کو بہت حقوق دیئے ہیں۔ مگر مغربی فریب کاروں کی طرح خود بھی اپنی غریب، متوسط اور محنت کش رعایا کو آئے دن ٹیکسوں کے بوجھ تلے کچل کر پیستے چلے جاتے ہیں اور خود الگ ان ٹیکسوں کے تاج محل پر بیٹھ کر عیاشیاں کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنے محنت کش طبقے کی ہمدردی کے گیت بھی الاپتے رہتے ہیں۔

اگر مسلمانوں کو اس حوالے سے کوئی دن منانا ہی ہے (جو کہ میری رائے میں محل بھی نظر ہے) تو پھر یہ "یوم مئی" نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ اس طرح طبقاتی منافرت کا تعارف کرانے والوں کو "شہدائے شکاگو" کہہ کر اسلام کے لفظ "شہید" کی تحقیر کی جاتی ہے۔ اہل مغرب کے پیمانے، ہمارے پیمانے ہرگز نہیں ہوسکتے۔

ہمیں اس کے لئے اپنی تاریخ و تہذیب کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ ۹ ذی الحجہ کا دن ہوسکتا ہے جب تمام حجاج کرام میدان عرفات کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں، تو خانہ کعبہ کو اس دن غسل دیا جاتا ہے اور غلاف کعبہ تبدیل کیا جاتا ہے۔ یا پھر "یوم خندق" کو "یوم محنت" کے طور پر منایا جاسکتا ہے۔ جب عہد نبوی ﷺ ۵ھ میں مدینہ کے مسلمانوں پر سارے عرب کے یہودیوں، کافروں اور مشرکوں کا مشترکہ لشکر چڑھ دوڑا تو اس وقت نبی پاک ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اپنے دفاع کی خاطر مدینہ کے شمالی جانب ایک خندق کھودی۔ یہ خندق ساڑھے تین میل لمبی، پندرہ فٹ گہری اور پندرہ فٹ ہی چوڑی تھی۔ ۸ ذی القعدہ سے لے کر ۱۷ ذی القعدہ تک یعنی دس دنوں (اور کچھ روایات کے مطابق بیس دنوں) میں یہ خندق مکمل ہوئی۔ تین ہزار صحابہ کرامؓ نے اسے مل کر کھودا۔ دس دس آدمیوں کے ذمے چالیس چالیس ہاتھ کھدائی تھی۔ سب نے اس خندق کی کھدائی میں بڑی محنت و مشقت سے کام کیا۔ چونکہ اس وقت مسلمانوں کے مالی حالات بھی کچھ اچھے نہ تھے، لہٰذا بھوک اور فاقہ کی کیفیت بھی تھی۔ کمریں سیدھی رکھنے کی غرض سے تقریباً تمام صحابہ کرامؓ اپنے پیٹ پر پتھر باندھے رکھتے تھے، ایک صحابیؓ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے فاقہ و تنگدستی اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے اپنا قمیص مبارک اٹھا کر دکھایا کہ آپؐ کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بطن اطہر پر ایک کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ یہ محنت و مشقت، جس کا ہم آج کے دور میں تصور بھی نہیں کرسکتے۔ دوران کھدائی ایک پتھر سخت ثابت ہوا۔ تمام صحابہ کرامؓ کدال مار مار کر تھک گئے۔ مگران سے وہ ٹوٹتا نہ تھا۔ بالآخر آپ ﷺ سے ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے اپنی کدال سے اس پر تین ضربیں لگا کر اس کو توڑ دیا۔ آپ ﷺ کی ہر ضرب پر اس پتھر سے ایک روشنی نکلتی اور آپ ﷺ نے شام، ایران اور یمن کی فتح کی بشارت سنائی۔ خندق کھودتے وقت آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:

اللهم لولا هديتك ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا۔
اللهم أنزل السكينة علينا، و ثبت الأقدام ان لا قينا..... إلخ

"اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا، تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، اے اللہ! تو ہم پر سکینت نازل فرما اور جب دشمن سامنے آئے تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔ لوگ ہمارے خلاف زیادتی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں جب کہ ہم ان سے زیادتی نہیں کرتے"۔

حضور ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان اشعار کے جواب میں فرماتے:

"اللّهم لا عيش إلّا عيش الآخرة ۔ فاغفر الأنصار والمهاجرة"

"اے اللہ! آخرت کی بھلائی ہی اصل بھلائی ہے، اے اللہ! تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما"

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ اور روح پرور منظر ہے۔ "فرمانروائے مملکت اسلامی" کس طرح خود محنت کش بن کر محنت کشوں کے ساتھ کام میں مشغول ہے۔ ان سے دوگنا فاقہ ہے۔ ان سے دگنی آپ ﷺ کی مشقت ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ ان کی ہاہمت اور پرعزم آواز کے ساتھ آواز ملا کر حوصلہ افزائی کے لئے اشعار بھی پڑھ رہے ہیں، تاکہ کسی کو کام بھاری محسوس نہ ہو نیز آخر میں انصار و مہاجرین دونوں کو تصور دلا دیا کہ یہ دنیا اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود آخرت کی بھلائی و خوشحالی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے رفقائے کار کے لئے دعائے خیر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اے مسلمانو! اگر تم "یوم محنت" منانا چاہتے ہو تو ۸ ذی القعدہ کو مناؤ اور اپنے ہادی اعظم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھتے ہوئے ان محنت کشوں کو خلوص و محبت کے ساتھ گلے لگالو۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی حقیقت ہے کہ اگر آج بھی کوئی اسلامی مملکت اسلام کے نظام

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

عدل پر مبنی اسلامی شریعت اپنے ہاں نافذ کرلے تو پھر اسے غیر مسلموں کی نقالی میں یہ دن منانے کی قطعاً کوئی ضرورت پیش آہی نہیں سکتی۔

یہاں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے۔ علماء، اساتذہ، سیاسی لیڈر ان سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کے شرعی و تمدنی حقوق و فرائض سے اس طرح آگاہ کریں کہ وہ مغرب کے دیئے ہوئے فریب کارانہ اور مکارانہ اوپرے حقوق کی چکا چوند سے مرعوب ہوکر ایسے دن نہ مناتے پھریں اور اگر علماء و اساتذۂ کرام یہ کام نہ کریں تو وہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کے لئے جوابدہ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہماری تمام ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

پھول جب ہنستے ہوئے نذر خزاں ہوتے ہیں

جو شناسائے غم اہل جہاں ہوتے ہیں — اہل عالم کے لئے فیض رساں ہوتے ہیں
زخم جو سینۂ انساں میں نہاں ہوتے ہیں — شرح بے چارگی چارہ گراں ہوتے ہیں
خوف انجام سے جو گریہ کناں ہوتے ہیں — قہقہے ان کی سماعت پہ گراں ہوتے ہیں
وجد کرتی ہے نسیم سحری بھی، جس وقت — ترے اوصاف لب گل سے بیاں ہوتے ہیں
تیغ کے سامنے آتے ہیں وہی تیغ بکف — تیغ کے سائے میں پل کر جو جواں ہوتے ہیں
سوز و غم، رنج و الم، آہ و فغاں، حزن و ملال — ہاں یہی راہ محبت کے نشاں ہوتے ہیں
اہل دل، اہل نظر، اہل خبر، اہل ہنر — کوئی بتلائے کہ یہ لوگ کہاں ہوتے ہیں
سیر کر گلشن عالم کی مگر یاد رہے — پھول ہوتے ہیں جہاں خار وہاں ہوتے ہیں
بند کر بیٹھے ہمیں دیدۂ عبرت ورنہ — حادثے عام سر بزم جہاں ہوتے ہیں
کھیل ہے کفر کے طوفان سے ٹکرا جانا — دل جواں ہو تو عزائم بھی جواں ہوتے ہیں
دل پہ اک عالم بے نام گزر جاتا ہے — پھول ہنستے ہوئے جب نذر خزاں ہوتے ہیں
وقت بیہودہ مشاغل میں وہی کھوتے ہیں — جو کہ ناآشنائے سود و زیاں ہوتے ہیں
شور ماتم ہی پہ موقوف نہیں اے عاجز — قہقہے بھی دل زندہ پہ گراں ہوتے ہیں

عبدالرحمٰن عاجز

© rasailojaraid.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ